میں نے سنا کہ تمہارے کو کسی نے پتھر مارا اور تمہارے سر میں
چوٹ آئی۔ اب تمہارا درد سر کیسا ہے۔

شرح دستخط مبارک
اعلیحضرت غفرانمکان

نقل۔ فرمان مبارک ... ب المرجب سنہ ۱۳۰۲ ہجری۔

گردہاری پرشاد
تمہارے سے کچھ کام ہے۔ بمجرد دیکھنے اس خط کے دیوڑھی پر
حاضر رہو۔

شرح دستخط مبارک
اعلیحضرت غفرانمکان

ایک دفعہ بوقت ادخال رقم خاصہ بتقریب شادی نبی خود براحم
خسروانہ پذیرائی فرمائی گئی اور تاریخ ۴ شوال سنہ ۱۳۰۱ ہجری امراء اور
مصاحبین کی یاد فرمائی سے مفتخر و معزز فرمایا گیا۔ حکم اجرا شدہ حسب ذیل تھا۔
"حکم حضور است کہ بتاریخ چہارم شوال روز شنبہ حاضر شدہ در ضیافت
گزرانیدہ گردہاری پرشاد شریک شوند۔"
وقتاً فوقتاً متعدد فرامین بضمن کار سرکاری و غیر سرکاری صادر
ہوتے رہے ہیں۔ جس سے ناچیز مفوضہ خدمات کی پسندیدگی اور
قبولیت ظاہر ہو سکتی ہے۔ آپ کی سرکاری کاروباری زندگی کی
ابتدا عالیجناب نواب سالار جنگ مختار الملک اول نے بہت افزائی
قدر فرمائی اور وہی اس خاندان کے باعث ترقی تھے۔ آپکی زندگی کا

انتہائے عروج اور آخری زمانہ حضرت غفران مکان علیہ الرحمۃ کی
قدما پروری و ذرہ نوازی کے طفیل مین بعزت و آبرو گذرا - آپ
ہمیشہ کار سرکاری مین خیرخواہانہ اور بیباکانہ معروضہ پیش فرمانے
کی جرات رکھتے تھے - آپ کو سرکاری خیرخواہی کے مقابلہ مین
اپنے معتوب ہونے کا کبھی خوف نہین رہتا تھا - آپ کے تفویض
خاص سرکار کے درازی عمر وغیرہ کے لیئے برہمنون کا تقرر اور رقوم
خیرات وغیرہ کا کام تھا جس کا باطلاع و منظوری آپ انصرام
فرماتے تھے - دربارہائے انگریزی - صاحب عالیشان بہادر نواب
والسرائے بہادر اور دیگر گورنران وغیرہ مین آپ سربراہی پاندان
اور عطردان کی خدمت انجام دیا کرتے تھے جو بطفیل تفضلات شاہی
اب تک جاری و برقرار ہے - مقربان شاہی مین آپ کی جرات
کسی سے کسی حالت مین کم نہ تھی - آپ کو اکثر مدارالمہامان وقت
امرایان و معززین سلطنت کے اکثر ارشادات خانگی پر بالمشافہ
پیشی حضور پرنور مین معروضہ کرنا پڑتا اور عموماً امور متذکرہ مین آپ
کے معروضون کو شرف قبولیت عطا ہوتا تھا - شادی کے بعد
تمامی امرایان اور معززین سلطنت کو سرپیچ کی سرفرازی بموقعہ دربار
مغلائی آپ ہی کے ذریعہ ہوتی تھی - آپ نے کبھی کسی کی حق تلفی
یا شکوہ و شکایت مین حصہ نہین لیا بلکہ متعدد موقعون پر راستبازی
اور صاف گوئی سے سفارشین فرمائین - اکثر غربا اور بیکسون کے
معاملات اور حالات گوشگذار سمع ہمایون فرماتے رہے جن سے
اکثر کام بآسانی طے ہوتے تھے - آپکی نشست کا مکان خلوت مبارک مین تھا

اور یہ زمانہ تعاریب اور یاد فرمائی رات دن وہین قیام رکھنا پڑھتا تھا۔ اکثر بمقام سرورنگر و کوہ مولا یہ زمانہ نہضت افروزی سرکار آپ کی یاد فرمائی ہوتی تہی۔ اور آپ کی وہان حاضری رہتی تہی اپنی سہولت کی خاطر آپ نے ان مقامات پر مکانات بنوائے اور خرید فرمائے تہے۔ آپ کو سنہ ۱۳۰۳[?] ہجری مین بوقت دربار حکمرانی راجہ بہادری کا خطاب معہ لوازمہ سرفراز ہوا۔ ۲۹ رجمادی الاول سنہ ۱۳۰۳[?] ہجری کو بربنا تحریک نواب عماد السلطنت مدار المہام وقت پیشی سرکار سے نوبت روشن چوکی اور عماری کی سرفرازی ہوئی۔ ۷ رجمادی الاول سنہ ۱۳۱۲ بتقریب دربار جشن سالگرہ مبارک محبوب نواز ونت کے بیش بہا خطاب سے آپ نے عز ووقار پایا۔

تذکرہ تصانیف و مشاغل علمی

آپ باوجود عدیم الفرصتی مصروفیت کاروبار سرکاری اور سعرہائے متعدد تصنیف و تالیف کے کام مین مصروف رہا کرتے تہے۔ اکثر اساتذہ و علمائے وقت آپ کے کلام کو بہت پسند فرماتے تہے۔ راجہ بچولال صاحب تمکین اور مولانا مولوی آغا سید علی شوستری طوبی سناد الملک و مولانا حضرت عباس رفعت بہوپالی مرحوم و مغفور نے آپ کے کلام پر تقریظین تحریر فرمائی تہین۔ رباعیات بابرکات پیرایہ عروض وغیرہ مین یہ موجود ہے۔ خود حضرت اقدس جہان پناہی و عالیجناب نواب مختار الملک اولئے و نواب عماد السلطنت بہادر و عالیجناب راجایان راجہ

مہاراجہ زندر بہادر و عالیجناب مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنۃ پیشکار و سابق مدارالمہام سرکار عالی و دیگر عمائدین اور امرائے سلطنت آپ کے کلام کو نظر پسندیدگی و وقعت سے ملاحظہ فرماتے تھے۔

آپ کا کلام تصوف معرفت سے پر ہوتا تھا۔ مضامین اونچے اور نازک ہونے کے علاوہ رنگین و نفیس اور دلکش ہونے کے باعث بعض تصانیف ایران تک گئے ہیں اور اکثر ممالک ہندوستان میں تقسیم ہوئے ہیں۔ آپ کے جملہ تصانیف (۳۰) تیس ہیں۔ جن میں سے فارسی نظم کے (۲۰) ہیں اور فارسی نثر میں (۳) تین ہیں اردو کلام مختصر ہے اور ان میں بھی نظم و نثر کے تین (۳) تصانیف ہیں۔ ہندی زبان بھاکھا میں (۴) تصانیف ہیں۔ آپ کے تصانیف کا اسمواری تذکرہ حسب ذیل ہے۔ کتب مصنفہ فارسی نظم یہ ہیں (۱) پیرایہ عروض (۲) یادگار باقی یعنی دیوان غزلیات فارسی (۳) قصائد باقی (۴) بہار عام (۵) مثنوی صنائع بدائع (۶) پرنس نامہ (۷) تہنیات باقی (۸) ضرب الامثال (۹) مکتوبات منظومہ (۱۰) زمزمۂ باقی (۱۱) بھاگوت شریف (۱۲) راماین مسیحا مولفہ حضرت باقی (۱۳) رباعیات بابرکات (۱۴) رباعیات مناجات باران رحمت۔ (۱۵) باقی نامہ (۱۶) باغ رزاق (۱۷) مثنوی شمع منور (۱۸) نغمات باقی (۱۹) کنوزالتواریخ (۲۰) کلام متفرقات۔ کتب فارسی نثر (۲۱) افضل التصحیح لغت (۲۲) توشۂ عاقبت یعنی سفرنامہ طبع شدہ (۲۳) مہابھارت نامکمل غیر طبع شدہ۔ تصانیف اردو نظم نثر (۲۴) بقائے باقی دیوان اردو (۲۵) تحقیقات سیاق باقی (۲۶) بیتی چرتر

سوانح عمری سوامی بہاسکرانند سرسوتی - تصانیف بہاکہا (۲۷) تیرتھ مال مجموعہ بھجن ہائے بہاکہا - (۲۸) شبھو پران - (۲۹) کیشو پران (۳۰) بہاگوت سار - تصانیف نمبر ۲۲ و ۲۳ طبع نہو سکین - اس کی وجہ یہ ہوئی کہ سفرنامہ انتقال تک مراحل تکمیل پاتا رہا - یہ ضخیم کتاب ہے نمبر (۲۳) بھی مکمل نہو سکی منجملہ اٹھارہ پرب مہابہارت کے صرف دو پرب ختم ہونے پائے تھے کہ آپکا انتقال ہوگیا - آپ کا متفرق کلام فارسی اردو اور بہاکہا مین بہت ہے جو قصائد - غزلیات اور عرائض منظومہ کی شکل مین منضبط ہے اور زیر ترتیب ہے - آپ فی البدیہ فرمانے کے بہت عادی تھے عموماً بوقت حضوری و حاضرباشی بموقعہ دربار یا پیشی سرکار کوئی مصرع زبان مبارک سے فرمایا جاتا - اور آپ اُسی وقت مصرع ثانی عرض کردیا کرتے - چنانچہ ایک موقعہ پر حضرت غفران مکان علیہ الرحمتہ نے پیشی مین حاضر ہوتے ہی یہ مصرع آپ سے ارشاد فرمایا کہ اس پر مصرع اولے کہو - میر محبوب علیخان کو نہین جانتے کیا - مرحوم نے فی البدیہ یہہ مصرع موزون کرکے عرض کیا ع

پوچھتے کیا ہو کہ آصف ہی تخلص کسکا	میر محبوب علیخان کو نہین جانتے کیا

حضرت جہان پناہی نے سن کر بیحد اظہار مسرت و خوشنودی فرمایا اور اس مصرع کو اپنی غزل مین شریک کرنیکا اعزاز بخشا - سفر اورنگ آباد مین آپنے مختلف موقعون پر حسب حال جو اشعار

فی البدیہ فرماے تہے اور جن سے حضرت پیرو مرشد اور نواب سالار جنگ بہادر محظوظ ہوے تہے وہ درج کیے جاتے ہین ۔

اشعار فی البدیہ متعلق سفر اورنگ آباد

نظم کا کہیت بینے دیکہا آج	اور کیا ہو ترقی مانی
زشاخ تاک چو انگور شہ بدست کشید	فتاد خوشہ پروین بہ پنجۂ خورشید
دعوت شاہ بہ مختار مبارک باشد	میز در خانۂ سالار مبارک باشد

اکثر رسومات اور تقاریب کے موقع پر اور کسوف خسوف وغیرہ کے اوقات مین حصول منظوری و احکام کے لیئے منظومہ عرائض پیش فرمایا کرتے تہے ۔ آپ کی خط و کتابت شاعری مین اکثر ہند کے اہل علم و فضل سے رہا کرتی تہی ۔ چنانچہ مولوی سید صدیق حسین خان صاحب نواب ملک بہوپال ۔ مولانا مولوی حضرت عباس صاحب رفعت و راجہ درگا پرشاد صاحب مہر ۔ راجہ صاحب سندیلہ راے جوگل کشور صاحب سیراب بہوپال ۔ راے دوارکا پرشاد صاحب افق ملک الشعرا لکہنوی ۔ راے رام سہاے صاحب تمنا اور راے کاشی پرشاد صاحب دانا مالک اخبار کاییتہ ہتکاری وغیرہ سے عموماً نظم مین خط و کتابت رہتی تہی اور ہمیشہ سلسلہ اتحاد و ارتباط تازہ رہتا تہا ۔ آپ نے راے جے پرکاش لال صاحب سی ۔ آئی ۔ ای ۔ دیوان ریاست ڈمراون کی دعوت مین بموقع کالستہ کانفرنس سنہ ۱۳۱۲ھ

فارسی مین قصیدہ فرمایا تھا اور اسی طرح دہلی اور کلکتہ کے سفر مین آپنے مشاعرہ کے لیئے دو دو غزلین تصنیف فرمائین۔ چند اشعار مشاعرہ کلکتہ و تحفہ دربار دہلی ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہین۔

اشعار غزل مشاعرہ کلکتہ

و چند اشعار نمونہ لطیفہ دربار دہلی مصنفہ حضرت باقی

کوئین رشنیدم شہنشاہ شد	اشعار	دلم زین حقیقت نہ آگاہ شد
شہنشاہ یورپ شدن مشکل ہست		اگر بہر ہندا ست بے حاصل است
شہنشاہ را تاج بخشی سزا است		ز شاہان اگر باج گیرد روا است
در آن وقت این نام با نامی است		وگرنہ فقط لفظ بے معنی است

غزل دیگر

ہست محراب حرم ابروے تو		کعبۂ ارباب ایمان کوے تو
منت بیجا ز رضوان کے کشم		ہست فردوس برین جون کوے تو
اہل بقا دو دولت اے حبیب	۔	سلسلہ جنبان شد از گیسوے تو
در حساب دین و دانش شمار		باقی زار ست یک ہندوے تو

باز گو باقی غزل گشتند شاد
اہل کلکتہ ز گفت و گوے تو

ان مقامات پر آپ کے کلام کی بہت قدر و مانگ ہوئی۔ بلدہ مین بھی

پہلے فارسی مشاعرہ بہت ہوا کرتے تھے۔ بالخصوص بارہ دری عالیجناب سر مہاراجہ بہادر میں آپ شریک ہوتے اور غزل فرمایا کرتے تھے اور باوجود کثرت کار آپ کا سلسلہ تصانیف کبھی نہیں رکا۔ روز صبح چار(۴) بجے سے سات(۷) بجے تک یہی تصنیف و تالیف کا مشغلہ رہا کرتا تھا۔ اور شب میں بھی اکثر۔ آپ کی بعض تصنیفیں اس قدر مقبول ہوئیں کہ معتقدین و شایقین اب تک ان کو روزانہ پاٹ یعنی ورد کے لئے اپنے پاس رکھتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی مشہور ہیں ان اور بھاگوت سار زبان بھاکھا بہت مرغوب ہوئے۔ فارسی کلام میں رباعیات بابرکات یعنی نود و نہ نام اسمائے الہی اور باغ زراق جس میں ہر خوردنی و مزوری اشیاء کے خواص از روئے اصول حکمت نظم میں بیان ہوئے ہیں۔ بہت پسندیدہ اور کارآمد ثابت ہوئی ہیں آپنے اپنے زمانہ میں لایق شعرا کو پیشگاہ سرکار میں پیش کرنے سے کبھی احتراز نہیں فرمایا۔ بلکہ پیشقدمی فرمائی۔ چنانچہ بلبل ہندوستان حضرت داغ صاحب و مولانا حضرت عباس رفعت و ملک الشعراء آ دوارکا پرشاد افق و راستے رام سہائے صاحب تمنا و رائے کہنو لال صاحب تائب لکھنو وغیرہ وغیرہ کو آپ نے پیشگاہ اعلحضرت میں پیش فرما کر ان کے کلام اور تصانیف کے اظہار کا موقع دیا۔ چنانچہ بارگاہ خداوندی سے ان حضرات کو جیغہ سرپیچ و خلعت سے قدردانی اور سرفرازی فرمائی گئی اور صاحب اوّل الذکر کو ملازمت سرکاری اور استادی کا فخر نصیب ہوا آپ ہر موقع و محل پر تواریخ اور نظمیں تحریر فرماتے تھے بعض کنز التواریخ میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ اکثر عمارات ناک ناجیان نما وغیرہ وغیرہ کی

و پیدائش اور شادی وغیرہ کی تاریخیں بھی آپ کی کہی ہوئی ہیں۔ آپ نے انتار اسے چمنا لال صاحب جید منشی عالم و فاضل جو آپکے ہی قرابت میں تھے طبع کرائی شہنشاہ جہانگیر کے مشہور شاعر ملا شیخ کی رامائن کو آپنے ہی زیور طبع پہنا کر سلک بیں پہونچایا۔ اپنے انتقال کے ایک دو مہینہ قبل بزمانہ علالت ایک رباعی فرمائی تھی جو درج ذیل کیجاتی ہے۔ تتمہ متفرق کلام کسی وقت ہدیہ ناظرین کیا جائے گا۔

رباعی

از درد مفاصلم نہایت دل شاد	زین درد مرا نام خدا آید یاد
بیلے دردی باعث فراموشی ہست	گر درد دہد خدا بکن شکر زیاد

تذکرہ کارہائے خیر

آپ کے ہاتھوں نہایت بڑے اور اعلیٰ مذہبی کام انجام پائے۔ اور اسی طرح خیراتی کام بھی جن کا نام و نشان ابھی تک باقی ہے اور لفظ باقی کے قیام تک باقی رہے گا۔ دیول چیندرائن گٹہ عرف کیشو گیری کو آپ نے حسب الحکم و اجازت نواب سالار جنگ بہادر مدارالمہام وقت ۱۲۷۵ ہجری میں اپنے زیر انتظام و نگرانی لیا اور اپنی ذات سے لکھوکھا روپیہ صرف کرکے اس غیر آباد مقام کو آباد فرمایا۔ باؤلیات۔ باغات ذاتی تیار کیے۔ اور اکثر

عمارات عالیشان کی تیاری فرمائی - اس موضع کو محصور فرمایا -
دیگر چودہ پندرہ دیولات بھی تعمیر کرائے - آپ کو اولاد کے پیاپے
ضائع ہونے سے اُن قدیم اُفتادہ دیولات کا دلی شوق ہو گیا تھا
جو ویران اور کس مپرسی کی حالت میں پڑے ہوئے تھے - چنانچہ
آپ نے زمینات قولی اپنے نام سے بتقررین حاصل کر کے کیشوپیٹھ
عرف کیشوگیری یا چندرائن گٹہ کو آباد فرمایا - دیگر معززین و امرایان
سے آمدنی زمینات و یومیہ محاصلی مقرر فرمائے - آپ نے اس دیولکی
پوجا پاٹ موقوف شدہ کو از سر نو جاری کرا کے جاترا کا آغاز
فرمایا - اور پوجاری کو جو کہ رہزنی اور ڈاکہ وغیرہ سے ازبس تنگ تھا
اور جس نے آئیندہ کے لیئے کاروبار میں عدم مداخلت کا اقرار نامہ
دیدیا تھا بلوا کر مکانات بصرفہ ذاتی تیار کرا دیئے اور اقامت و
حفاظت کا انتظام فرمایا - ان کی مسدود شدہ تنخواہیں جاری
کرائیں اور بے حد سلوک کر کے دوسروں سے بھی سلوک کرایا -
اور پھر وہ ذریعہ آپ نے اختیار فرمایا جس سے آبادی و ترقی
دیول میں کوئی کمی نہ ہو - جاترا بڑی شان سے آغاز کی - اور اس
دیول کے لیئے جملا آمدنی واخراجات بشمول آمدنی رقم نذر ذاتی خود
چھ ہزار چار سو روپے مخصوص فرمائے جس میں ذاتی تین ہزار دوسو روپیے
اور بقیہ رقم دیگر امرا کے عطیہ اراضیات اور مقطعہ جات دیول
وغیرہ کی شامل ہے - ایک مرتبہ آپ نے اپنی ذات سے چودہ ہزار
روپیے اس دیول کے لئے نذر کیئے جس میں دو مقطعہ ابھی تک
محاصلی ایک ہزار سے زاید سالانہ کی رہن اور انکی آمدنی دیول کے لئے

مخصوص ہے۔ اب بھی یہ جاترا خاص بلدہ کی جاتراؤن مین ممتاز ہے
اور اسی جاترا سے نمایش مصنوعات ملکی کا آغاز ہوا ہے۔ اسیطرح
آپ نے دیول بالونت عرف پھٹک شلا واقع اناگوندی کے
افتادہ و بجراث دیول کو سنہ ۱۳۰۲ھ ہجری مین تعمیر کرایا اور اس کیلئے
بہ نفس نفیس پھر کر چندہ فراہم کیا اور متعدد معززین اور ساہوکارون سے
سالیانے بھی مقرر کرائے گئے جن مین بعض ابھی تک جاری ہین۔
دیول وامالنگڈم بھی جو بوجہ ضبطی معاش بالکل ہی ناقص حالت مین تھا
آپنے اپنی نگرانی اور اہتمام مین لیکر سنہ ۱۲۸۷ھ ہجری سے جاترا اور
پوجا وغیرہ کا آغاز فرمایا۔ چنانچہ یہ کام بھی اب تک اسی خاندان سے
متعلق و جاری ہے ۔ یہ پر فضا مقام وقارآباد سے تین چار
کوس پر واقع ہے۔ اس اطراف واکناف مین یہ بہت پر لطف
اور مشہور دیہاتی جاترا تہوار ہولی کے دسوین روز انجام پاتی ہے
آپ نے بمقام مرزاپور عرف بندھیاچل دریائے گنگ پر
ایک گھاٹ بنام کیشو گھاٹ بنظر سہولت وآرام زائرین سال
سنہ ۱۳۰۳ھ ہجری مین تیار کرایا۔ اس کے قبل کوئی گھاٹ نہین تھا۔
آپ نے اپنے ایک مقطعہ موسومہ توپرہ خورد عرف ہری نگر مین
باقی ساگر نامی ایک تالاب پندرہ (صرف) ہزار روپئے سے تیار کرایا
جس سے ہزارہا مخلوق اور جانورون کو تشنہ لبی وقلت آب سے
نجات ملی۔ آپ نے اپنی انا لچھو بایہ کے نام ایک باؤلی کندہ
کرائی جس کا نام گنگا باؤلی ہے۔ آپ ہر سال حضرت
حسین شاہ ولی صاحب قدس سرہٗ واقع کبوتر خانہ قدیم کا عرس وشنی

علاوہ دیگر اعراس کے اپنی ذات سے فرمایا کرتے تھے۔
آپ ہر سال ماہ صیام میں روزہ داروں کے افطاری کا
اہتمام فرماتے تھے۔ اور ہر بڑے مرشد کامل کے آنے پر
اُن کی تواضع خاطرداری میں ہزارہا روپیہ صرف فرماتے تھے
عموماً ہر زبان کے عالم و فاضل بھی بغیر آپ سے ملاقات کئے
واپس نہ ہوتے تھے۔ آپ نے تلپا گرو مہاراج جو مرشد
مشہور و معروف تھے ہزارہا روپئے اور سیکڑوں من غلہ
کی فراہمی اور چندہ سے خدمت کی اور یہ اہتمام کیا کہ صبح سے
شام تک لوگ روزآنہ تا قیام گرو مہاراج بمقام کیشوگری بطرح
حسب منشا مہاراج موصوف کھائیں۔ اسی طرح آپ کے حیات میں
دو ایک بڑے کام مثل یگیہ وغیرہ ہوئے۔ آپ بلدہ کے
دو دیولات کے متصل مساجد کے جھگڑے کے موقعہ پر بھی
منجانب سرکار تصفیہ کرنے کے لئے مقرر فرمائے گئے تھے اور
بلا کسی فسادِ طوالت کے ان مذہبی نزاعات کا خاتمہ ہو گیا۔
بمقام چیڑکل ایک کمان اور مکان سنگ بست بغرض آرام زائرین
و معتقدین خاص طور پر تیار کیا گیا جو کثرت جاترا مین عام سہولت
پہونچاتا ہے۔ آپ اپنے والد راے نرہری پرشاد صاحب مرحوم
کے نام زود موسیٰ پر ایک دھرم شالہ بنوا دیا جو باوجود طغیانی
اب تک بھلے قایم ہے اس کی تعمیر سے موسم بارش دگرایام میں
جنازہ کے ساتھ آنے والوں کو بہت آرام ملا کرتا ہے۔
اس کی تاریخ آپ کی مصنفہ یہ ہے۔ دارباقی زنرہری پرشاد
۱۲۹۷ھ

ملاقات بزرگان دین حالات سیاحت و زیارات

رباعی

دنیا چو سرائے است سفر باید کرد
از رہگذر دہر گذر باید کرد
این جائے مقام نیست اے راہرو
پس ماندہ راہ را خبر باید کرد

آپ فقیر کامل اور بزرگان دین کے بڑے معتقد تھے۔ آپ کی خوش نصیبی سے سری مانک پربھو مہاراج ساکن مانک نگر ہمناباد و سری ملیا گرو ساکن اوسہ و سری برہمانند سرسوتی ساکن پیری ضلع اورنگ آباد و جنگلی باوا ساکن بلدہ حیدرآباد و سری بھاسکرانند سرسوتی مرتاض کامل ساکن بنارس سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا اور سب نے عندالملاقات آپ کی ترقی دینی و دنیوی اور نجات کے لیئے دلی دعا فرمائی تھی۔ جبکہ آپ کی متعدد اولاد ضائع ہو چکی اور راقم کے عمر پانچ سال تحت تعلیل ہونے پر سری بھاسکرانند سرسوتی سے بنارس جاکر ملاقات فرمائی بغیر اظہار حالات سری سوامی مہاراج نے راقم کے لئے اظہار اطمینان دلایا اور فرمایا کہ اس لڑکے سے اطمینان رکھو۔ یہ ہمارے ذمہ ہے چنانچہ مثنوی شمع منور فارسی اور تی جر ترا اردو سوانح عمری سوامی جی ممدوح میں اس کا تفصیلی ذکر ہے اور اسی وجہ سے راقم کی رسم مکتب خوانی شادی وغیرہ بنارس ہی میں انجام پائی۔ اور آپ

بلحاظ عقیدتمندی ہرسال دو سال مین بغرض ملاقات و قدمبوسی مہاراج موصوف بنارس تشریف لیجاتے تھے۔ سری نانک پربھو مہاراج نے بھی آپ کو دو عصا اور دو طوطے سرفراز فرمائے تھے جس کا یہ منشا تھا کہ آپ کے اولاد ذکور سے دو یادگار رہین گی۔ آپنے اکیس (۲۱) سفر کئے تھے۔ جو آپ کے سفرنامہ موسومہ توشہ عاقبت سے مفصلاً ظاہر ہے۔ آپ کلکتہ۔ دہلی۔ آگرہ۔ متھرا۔ بندرا بن۔ پونہ۔ بمبئی۔ مدراس۔ بالاجی۔ سری رنگ۔ شوکلانجی۔ جگنا تھہ جی۔ سندیلہ ڈمراون بنارس۔ مرزاپور۔ الہ آباد۔ جبل پور۔ لکھنو۔ کانپور۔ نیم سارن۔ اجودھیا۔ گیا جی۔ امرتسر لاہور۔ جوالا مکھی جالندھر۔ ملجاپور۔ پنڈھرپور۔ اجمیر شریف۔ پشکر راج۔ جے پور۔ بھوپال۔ اجین۔ ملکارجن۔ ناسک۔ ترنبک۔ اونکارناتھہ۔ مالونت بیجاپور۔ بلاری۔ بہدراچل۔ داماگنڈم۔ اناگوندی اور دیگر اکثر مقامات علاقہ سرکار عالی مین تشریف لیجاچکے تھے۔ اور ہر جگہ آپ نے خیرات و مبرات مین ایسا حصہ لیا تھا کہ آج تک ادن مقامات مین نام روشن ہے۔ اور لوگ نہایت محبت و احسان سے یاد کرتے ہین۔ آپ ہر جگہ بلا لحاظ قوم و ملت قابل دید مقامات متبرکہ سے فیض حاصل فرمایا کرتے تھے۔ آپ بنارس بلحاظ مقام متبرک نو (۹) مرتبہ تشریف لے گئے تھے۔ آپ کے ہمراہ ہمیشہ متعدد اقربا و ملازمین رہتے تھے۔ اور یہ بوقت شادی راقم جو سفر آخری تھا متعدد ڈبے مخصوص اور منتخب تھے اور ہر لوازمہ مثل نوبت و روشن چوکی ساتھ تھے۔ مذہبی فرائض

ورسومات کی ادائی جملہ مقامات متبرکہ مین نہایت شاندار طریقہ
کرتے رہے - اور آپ نے اپنے والد ماجد راجہ نریری پرشاد
کے نام ہزار ون کا سلوک و خیراتی کام کئے - آپ سنہ ۱۳۰۱ھ مین
سواری سرکار کے ساتھہ جب بنارس تشریف لے گئے تھے تو
آپ نے بنارس کی شان مین جو نظم تحریر فرمائی ہے اس سے
چند اشعار ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہین -

نظم بنارس

محبوب شد آمد بہ تماشائے بنارس
جہانی او ساختہ را جائے بنارس

آن ایسری پرشاد کہ شہو جہانست
حسرت دہ ہند است از و جائے بنارس

یوسف زد کن آمدہ با حسن و تجمل
تا عاشق او گشتہ زلیخائے بنارس

آیش کہ ز گنگ است مگر آبحیاتست
جان دادہ بہر مردہ مسیحائے بنارس

ہم راجہ نرائن کہ بہمراہی شہ بود
اشنان ادا کرد بہ گنگائے بنارس

دیگر چہ کنم وصف بنارس کہ ہمیشہ
باقی سر من باشد سودائے بنارس

دیگر مشاغل و مصروفیت عام

آپ پختہ و نیز مین لا جواب مہارت و دخل تامہ رکھتے تھے

آپ بارہا حضرت غفران مکان علیہ الرحمتہ و عالیجناب نواب سالار جنگ اول و عالیجناب راجایان راجہ نرندر بہادر پیشکار و دیگر امرا و معززین کی خدمت مین ہندوانی و اسلامی کھانے اور مرغوب اغذیہ پکاکر داخل فرماتے تہے - اور آپکی تیار کردہ سب غذائین بہت تعریف سے کھائی جاتی تھین - ۲۰ عدد عموماً فرمایشون کا سلسلہ رہتا تہا - آپ کو اچار اور مربہ تیار کرانیکا خاص طریقہ معلوم تھا - بعض رسومات اور قومی شادیون مین اصلاحین فرمائین - اور غزلخوانی کے طریقہ کو جو غیر مہذب بنگیا تہا دلخوش کن اور مہذب لباس پہنایا تہا - علم موسیقی مین کافی معلومات تہین آپ کے یہان پنجاب کے ربابی ملازم تہے - اور بوقت فرصت آپ کا کلام سنایا کرتے تہے - اور اپنے عزیزان خاص کے علاوہ اکثر دوسرے اشخاص کی شادیان و دیگر رسوم مذہبی مفت کرادیتی تہین آپ متحمل مزاج - دوراندیش - خیرخواہ سلطنت تہے - آپ ہمیشہ قدیم لباس جامہ نیمہ دوگلہ وغیرہ مین ملبوس رہا کرتے تہے - ایکدفعہ صاحب عالیشان بہادر نے معمولی دربار انگریزی کے موقعہ پر آپ سے اس قدیم لباس کے متعلق یہ تمسخر فرمایا تہا کہ راجہ صاحب یہ ہماری لیڈیون کا لباس ہے - آپ کیون پہنتے ہین - آپ نے اس وقت یہ برجستہ جواب دیا کہ صاحب یہ لیڈیون کا لباس نہین ہے بلکہ آپ کے مرشد اور رہنماے دین پادری صاحبون کا لباس ہے - جس کی ہر وقت تعظیم ہمنی ضروری و لازمی ہے - اسی طرح کے متعدد واقعات ہین جو بخوف طوالت

قلم انداز کر دیے گئے۔ آپ جہان نوازا ور قوم و ملک کے فدائی تھے۔ آپ نے ہمیشہ قومی کامون مین پیشقدمی کی ہے آپ راسخ الاعتقاد پابند مذہب اور طریق قدیم تھے۔ آپ بے تعصب ہمدردانہ اور بے ریا انسانی دل اپنے پہلو مین رکھتے تھے۔ آپ ہر قوم و ملت مین خدائی شان و جلوہ دیکھتے تھے اور ہر ایک کے دکھ درد سے فوراً متاثر ہوکر انکا کام اپنے ہاتھ مین لے لیا کرتے تھے۔ آپ کامل تجربہ کے بعد تحقیق پر پورا بھروسہ فرماتے تھے۔ آپ کے ساتھ کوئی برائی کرے تو اس کے تخریب کے درپے نہین رہتے تھے۔ آپ اپنے مالک کے جیسے سچے معتقد و وفادار تھے اسی طرح اپنے والد استاد و مرشد کی ذات مین پوری عقیدت رکھتے تھے۔ آپ نے اپنے والد راے زہری پرشاد کی شان مین ایک قصیدہ لکھا تھا جو اپنے ڈھنگ کا نرالا اور اظہار عقیدت کا سچا فوٹو ہے۔ نمونتاً شعر اول و دوم اور آخری درج ذیل ہین

اشعار در مدح والد ماجد

زہری پرشاد صاحب والد والائی من نیست در عالم بغیر از ذات پاک او دگر	..	مظہر بن معبد من مالک و ملجائی من والی من ہادی من مرشد و مولائی من

فارغ از خیر و شر دنیا و دین گردیدہ ام
در رضائی ذات باقی دین من دنیائی من

آپ نے ہتیار کے استعمال اور ہنوٹ وغیرہ کے کمال کو بطرز خاص
حاصل فرمایا تھا۔ آپ اپنے ہونہار سعادتمند جوان فرزند
رائے کیشو پرشاد و دیگر اولاد کے وفات پر نہایت صبر و شکیبائی سے
کام لیا۔ اور مثل دیگر دنیا دارون کے مغلوب الم نہوئے۔ آپ نے
اپنے چار برادرزادون کو چھوٹے بھائی کے انتقال کے بعد
اپنے زیر تعلیم و نگرانی رکھا۔ اور ان سب کی شادی مثل اپنے
فرزند کے اعلیٰ پیمانہ پر کی تھی۔ آپ ایسے شہ خرچ تھے کہ راقم کی
شادی مین کثیر رقم صرف فرمائی۔ آپ نے مہاراجہ کاسی نریش
و مہاراجہ اہتی و راجہ صاحب شدیلہ کی دعوت کی تھی۔ اور بزمانہ
شادی و بوقعہ سفر ہمراہی سرکار بنارس لکھنو دہلی کلکتہ بھوپال و
بین جملہ اصحاب برادری اور قوم کی ہزارہا کی تعداد مین پر تکلف
دعوت کی تھی۔ آپ جسوقت بیمار ہوئے اور درد پا سے لاچار تو
ایک ڈیڑھ ماہ تک حاضری ڈیوڑھی سے معذور رہے۔ اسی زمانہ مین
حضرت غفران مکان علیہ الرحمتہ نے حسینی محل و اسٹور سے
ہوتے ہوئے آپ کی نسبت دریافت فرمایا اور آپ نے
بحالت علالت آگے بڑھکر شاہی استقبال کا فخر حاصل کیا۔
سواری حضور پر نور آپ کے غریب خانہ پر نہضت افروز ہوی
اور نہایت بشاشت و فرحت سے نذرین قبول کرکے گھنٹہ
ڈیڑہ گھنٹہ قیام پذیر رہی۔ آپ پر خاص عنایات شاہی کا ثبوت
اس سے بڑھکر اور کیا ہوسکتا ہے کہ آپ کے فرزند راقم کے
چھوٹے بھائی رائے محبوب راج صاحب معر تین سال کو جن کا نام خاص

سرفراز کردہ و نام زد شاہی ہے۔) گو دین اٹھاکر اعزاز بخشا۔ آپنے سواری مبارک کی تہنیت افزائی کے متعلق جو نظم فرمائی اسکا مصرعہ تاریخ یہ ہے۔ تو باقی بے تکلف گو سواری نظام آمد۔
۱۳ ۱۳ ہجری

آپ نے دختروں و نواسیوں کی شادی کے لیئے اورنگ آباد و مدراس وغیرہ سے خاندان طلب فرماکر ان کی پوری کفالت فرمائی تھی۔ آپ کو ہمیشہ وسعت برادری و توسیع تعلقات اور مراسم کا خیال رہتا تہا۔ آپ نے تعلیم عزیزان کے لیئے تشکیل مدرسہ چند اساتذہ مقرر کرکے اہتمام تعلیم باقاعدہ فرمایا تہا۔ آپکے فرائض زندگی مین کوئی ضروری فرض تکمیل طلب نرہا تھا۔ آپ اکثر دوستوں سے فرمایا کرتے تہے کہ آپ کو اپنے مالک کے سامنے اس دنیا سے کوچ کرنا نصیب ہو۔ اور یہی آپ کی آخری آرزو تہی جو خداتعالی نے پوری کی۔ آپ کو اکثر احباب بصلہ کارگزاری حصول جاگیر کیجانب توجہ ولاتے رہتے۔ آپ نے ہمیشہ یہ کہکر انکار فرمادیا کہ جس روز سرکار سے مین اپنی ذات کے لئے کوئی درخواست کرون۔ اُس روز سے میری زبان اور دل مین کسی اور کے لئے عرض و معروض کرنے کی طاقت نرہے گی اور مین خدمت خلق سے محروم رہجاونگا مین اس قیمتی خدمت کے مقابلہ مین اپنے نفع و نقصان کی پرواہ نہین کرتا۔ آپ کی سفارش پر ایک معزز عہدہ دار سرکار عالی نے باوصف وعدہ ایفاء فرمایا تہا۔ آپ نے بہت عرصہ تک انتظار کرنے کے بعد آخری مرتبہ جو یاد دہی کی وہ آپ کے مصنفہ

ذیل کے شعر سے ظاہر ہوگی جو آپکے صاف گوئی کی دلیل ہے۔ ؎

یہین ہو کام قیامت مین تم سے کام نہین　　خدا نہین ہو پیمبر نہین امام نہین

آپ زود نویس تھے اور خوشنویسی مین بھی خوب دخل تھا اکثر قطعات آپکے قلمی اور مصنفہ موجود ہین جو طبع شدنی ہین۔

حالات وفات

آپکو وجع مفاصل کا لگاؤ ہوگیا تہا۔ آپکی علالت ۲ محرم ۱۳۴۲ھ بخار سے آغاز ہوئی اور بڑہکر نقاہت اور دوسری کمزوریونکا سبب مرض قرار پایا۔ افسر الاطبا حکیم محب حسین فیلسوف جنگ کا علاج تہا۔ آپکے عزیزون اور دوستون نے تبدیل علاج کے لیئے بیحد اصرار کیا۔ آپنے ایک نہ مانی اور اپنے عزم پر قایم رہے جس سے آپکا استقلال اور خدا پر بہروسہ دم آخرین تک ثابت ہے۔ آپکی صحت یوماً فیوماً بگڑتی گئی اور دوا سے کچھ فائدہ نہوا اور آخر ۲۳ صفر ۱۳۴۲ھ ہجری روز سہ شنبہ تہیک ایکا دشی (جو خاص متبرک دن اہل ہنود کا ہے) آپنے انتقال فرمایا۔ آپنے پندرہ روز قبل سے غذا اور پانی کا استعمال مطلقاً ترک فرما دیا تہا از روئے شاستر ہنود یہ ایک طرح کا روزہ (انشن برت) تہا جو خاص اشغال والے کاملین رکھ سکتے ہین آپکے زمانہ علالت مین منجانب و بحکم سرکار نواب محبوب یار جنگ ناظم الملک بہادر بغرض عیادت تشریف لائے تھے۔ اور عالیجناب راجایان راجہ مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنت پیشکار و سابق مدار المہام سرکار عالی نے قدم رنجہ فرما کر عیادت فرمائی تہی۔ عالیجناب مہاراج ممدوح الشان آپنے فرمایا کہ مین بیفکری اور تسکین قلب کے ساتھ جا رہا ہون۔ میری علالت غیر موجودگی اور خرابی صحت قابل فکر نہین ہے۔ عالیجناب راجہ راجان راجہ شیوراج دہرمونت بہادر آصفجاہی و عالیجناب مہاراج راجہ مرلیمنوہر آصف نواز ونت بہادر بیکنٹھ باشی دیگر معززین و ملاقاتی اصحاب نے بہی تشریف آوری سے اظہار محبت و ہمدردی فرمایا۔ انتقال کے بعد

راجہ مرلی پرشاد آپ کے برادرزادہ نے آخرت باقی نامی ایک کتاب شایع فرمائی - جس مین نامور شعرا نے آپکے وفات کی تاریخین کہی ہین - بعد وفات بصلہ کارگذاری و جان نثاری و بلحاظ قدیا پروری و ذرہ نوازی جملہ خدمات راقم کے نام بہ بدستور فرمان مبارک بحال فرمائی گئین - اور پندرہ روز کے اندر رسم پرسہ یاد فرمائی پیچ جلہ مبارک برآمدی سرکار دوشالہ سفید سرفراز کیا گیا! اسی طرح علاقہ دیوانی و بنجکاری سے بھی حسب عملدرآمد قدیم عمل فرمایا گیا - آپکے جنازہ کے ساتھہ ہزارہا مخلوق تھی اور بعد حکم و اجازت سرکار جنازہ اٹھا خیر خیرات کا معقول اہتمام تھا اور لوازمات اعزازی ہمراہ جنازہ تھے - اس خزینہ علم اور ہمدرد زمانہ نے جسوقت آنکھین بند کین ہزارہا دوست احباب شناسا اور عام پبلک بیتاب و مضطرب ہوگئے اور آجتک بھی باوجود انقضاء (۲۸) اٹھائیس سال جب کبھی آپ کا ذکر خیر آجاتا ہے تو نہایت خلوص و محبت سے آپ یاد کئے جاتے ہین خصوصاً مشکل اور اہم کامون کے انصرام و انجام دہی مستعدی و حاضر جوابی آپکی یاد کا ذریعہ ہے بوجہ قلت وقت و خوف طوالت بغرض معلومات و دلچسپی معزز ناظرین و شایقین چند صفحات مین اپنے معزز و محترم والد مرحوم و مغفور کے مختصر واقعات پیش کئے ہین مین نے اسمین مبالغہ و عقیدت سے کام نہین لیا ہے بلکہ والد مرحوم کے یادداشتون سے اقتباس کیا ہے آیندہ بشرط فرصت و زندگی آپکا متفرق کلام فارسی و اردو وغیرہ بھی طبع ہوسکیگا - جو ایک بہتر ذخیرہ تاریخی ہوگا اور باعث تفریح و دلچسپی بھی - فقط

نرسنگھہ راج

ھُوَ الْبَاقِی

کلام حضرت باقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم گوی
مفتاح گنج راز ایمان گرجوی

باقی نام ذو الجلال لم یزل ولا یزال لیست کہ ابد الآباد باقیست و ابتدای ابتدا ایش و انتہائی انتہا ایش کسی را معلوم نیست ۔ باقی فانی یارا ی حمد او نمیدارد بعضے اشعار سر غزل باقی نامہ و ختم آن می نگارد ۔

غزل باقینامہ

ہمہ فانیست جہان یا باقی ہست یک ذات تو لا باقی
اے غم عشق فنا فی اللہ کن غیر ازین نیست تمنا باقی
دل و جان تابئ توان فتنہ عشق ماندہ است این تن تنہا باقی
شد ز معشوق ظہور عاشق نام مجنونست ز لیلا باقی

یار با تو نشود باقی یار
واری این حرص و ہوس تا باقی

غزل خاتمہ باقینامہ

همہ عالم فناست اے باقی — نیست موجود غیرے باقی
همہ تن خاییم چو نے باقی — نیست غیر استخوان و پے باقی
از دوی درگذر همہ او ئیم — نیست دربا بغیر وے باقی
رفت بہرام گور هم در گور — نام کیخسرو است کے باقی

غیر حق کل من علیہا فان
باقیا نیست هیچ شئے باقی

باقی ثانی لاثانی ذات بابرکات محبوب ربانی معشوق یزدانی است کہ از همہ آدم بمصداق لولاک لما خلقت الافلاک پیش از آفرینش موجود بود۔ و نیز بعد افنای دنیا و مافیہا بروز قیامت شفاعت جمیع عاصیان پر معصیت خواهد شود۔ نعت او را چگونہ سرایم برین غزل نعتیہ کہ مشہور جہان و مقبول صاحبان ایمان و ایقان است اکتفا می نمایم۔ مولانا غلام امام شہید اکثر در مجالس مولد۔ ازین غزل راقم آغاز بیان میساخت و عالمے را بوجدی انداخت۔

غزل نعتیہ

ترا اول بہ اخفا آفریدند — ازان پس دین دنیا آفریدند
پس از ذات خدا اول خدا را — بحالت ای خود آرا آفریدند

نخستین شان و قدرت عرضه دادند
ازآن عرش معلی آفریدند

ظهور عالم بالا زبس گشت
نخست آن قد بالا آفریدند

وجودت پیش آدم بود موجود
تنت را پیش حوا آفریدند

قد و خد تو را پیرایه دادند
وزان فردوس و طوبی آفریدند

زعکس خنده دندان نمایت
بهم عقد ثریا آفریدند

دو رخسار ترا گلگونه دادند
آزان شمس و قمر را آفریدند

دو گیسوے ترا پرپیچ کردند
آزان ثعبان موسیٰ آفریدند

لب جان بخش تو اول بشد خلق
سپس روح مسیحا آفریدند

زخویت قطرهٔ در بحر بردند
زبحر نوح دریا آفریدند

زرویت صبح عید خلق کردند
زمویت شام یلدا آفریدند

برب کعبہ ابروی خوشت
برائے سجدهٔ ما آفریدند

نشد از سرمۂ مازاغ محتاج
که چشمان تو سہلا آفریدند

جمالت بہر عالم حسن یوسف
فقط بہر زلیخا آفریدند

سوادے دام از خال تو کردند
بدل ہا زان سویدا آفریدند

نہال قامتت را سایہ زان نیست
ترا بے مثل و ہمتا آفریدند

بجانت آفرین جان آفرین کرد
ترا تا جان جانہا آفریدند

زبہر امتان بیکس و زار
ترا ماوا و ملجا آفریدند

مبارک آفرینش را که چون تو
شفیع روز فردا آفریدند

خدایت رحمة للعالمین گفت
بہرکس رحم فرما آفریدند

سراپائی ترا مدحت چہ سازم
که از نورت سراپا آفریدند

مرا باقی ز بیر وصف آن گل
بزنگ مرغ گویا آفریدند

باقی لقب ظاهری و تخلص شاعری این فانی البنیاد گردهاری پرشاد است که پدرش رائے زہری پرشاد بن رائے سوامی پرشاد بن رائے راجا رام ستوفیست که خدمت استیفا رسی و بخشش کارخانه جات سرکار که از سه پشت ارثاً تعلق داشت تا حال باقیست۔ واضح باد که این هرسه تن اجدادمن مخزن معرفت اساسی و معدن گوہر حقیقت شناسی بودند۔ از تصانیف کتب و یدانت مذہبی مشتهر جہان و شتی دوران گشتند۔ این ہیچدان را نیز الله تعالیٰ بدآن پایه رسانید و اکثر کلام مرا بزبان فارسی ہندی بہاکا و اردو ہسر زد گردیده و تا ہندوستان و ایران بر رسائی تقدیر رسیده مقبول گرداند۔

غزل

الٰہی جلوهٔ طور معانی ده بیانم را
زبان شعلهٔ وادی ایمن کن زبانم را

لبم را معدن یاقوت رنگین معانی کن
بہ نیسان سخن پر در نما درج دہانم را

تن بے مایه ام را پر کن از جان سخندانی
روان جسم نظم و نثر کن طبع روانم را

چه در ظاہر چه در باطن برے خویشتن واکن
ز دل چشم نہانم را ز سر عین عیانم را

فنا گردان به جستجوی نام بے نشان خود
نشانے نابود باقی وجود ناتوانم را

باقی ہرچیز فانی است در دہرے که باقیست فانی نیست چون تمنای مطالعه رسالہ